واہ رے۔ نی۔ لوفر
تیری جرات

جہاں تازہ (ق۔ ر۔ ی)

اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ''ہوس'' ایک ایسی بُری بیماری ہے جو انسان کے اخلاق و کردار عزت و آبرو حتیٰ کہ بعض اوقات ایمان کو بھی دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔ کسی کو اقتدار میں اختیارات کی ہوس ہوتی ہے تو کوئی مال و دولت کے لیے اپنی ''ہوس'' کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور کوئی عہدہ و اقتدار اور ظاہری ٹھاٹھ باٹھ کے لیے اپنے اخلاق و کردار کو ''ہوس'' کی بھینٹ چڑھا دیتا ہے۔ اور اس کا نظارہ ہم ہر روز اپنے گرد و پیش کرتے ہیں۔ لیکن اس سے سبق کم ہی لوگ حاصل کرتے ہیں۔ اسی وقت وطن عزیز میں جو اکھاڑ پچھاڑ، مار دھاڑ ہو رہی ہے۔ یہ سب اسی ''ہوس'' کا شاخسانہ ہے۔ زیادہ دور کی بات نہیں موجودہ حکمرانوں کو ہی دیکھ لیجئے کہ ایک ریٹائرڈ جنرل کے ایما پر، ریاست کے ملازم اور تنخواہ دار ایک منتخب وزیر اعظم کا تختہ الٹ کر اسے جلا وطنی پر مجبور کر دیتے ہیں یہ مزید کی ''ہوس'' نہیں تو کیا ہے؟ پھر اس مزید کو مزید کے پَر لگانے کے لئے آئین، قانون، پارلیمنٹ اور عدلیہ تک کو اپنا دست نگر بننے پر مجبور کر دیتے ہیں اور اگر کہیں سے کوئی چنگاری سلگنے لگتی ہے تو اسے بزور طاقت دبانے کی سعی کی جاتی ہے۔ لیکن اس ہوس پرستی میں بھی بعض اوقات کوئی خیر کا پہلو نکل آتا ہے جو کئی لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت کا پہلو لیے ہوتا ہے تو کچھ لوگوں پر حجت بن جاتا ہے۔ مثلاً گذشتہ دنوں غیر فعال چیف جسٹس کی پیشی کے موقعہ پر حکومت نے اپنے بعض ملازموں کو کالے کوٹ پہنا کر وکلاء کے بھیس میں میدان میں اتارا تا کہ حکومتی ریفرنس پر مشتعل وکلاء برادری کا مقابلہ کیا جائے لیکن جب وکلاء کو معلوم ہوا کہ یہ تو حکومت کے ایجنٹ ہیں جو بھیس بدل کر ہم میں دراڑیں ڈالنا چاہتے ہیں اور ہمیں بدنام کرنا چاہتے ہیں تو انہوں نے جعلی وکلاء کو نہ صرف کہ سخت سزا دی اور مار مار کران کا بھرکس نکال دیا بلکہ انہیں توبہ کرنے پر مجبور کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد کسی بھی حکومتی کارندے کو یہ جرات نہ ہوئی کہ وہ آئندہ اس قسم کی دھوکہ دہی اور منافقانہ حرکت کا ارتکاب کرتا حالانکہ وکالت ایک ایسا پیشہ ہے جسے عموی طور پر کوئی اچھے الفاظ سے یاد نہیں کیا جاتا اور نہ ہی عوام وکیل حضرات کو اچھی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ کچہریوں میں وکلاء کی نظر ہمیشہ دوسروں کی جیب پر ہوتی ہے وہ حق اور سچ کی تمیز کیے بغیر صرف اپنی فیس کے لالچ میں ظالم اور مجرم کی حمایت بھی کرتے ہیں اور بعض اوقات مظلوم کی دادرسی اور حقدار کے حق کے حصول میں رکاوٹ بھی بن جاتے ہیں وہ اتنا کمزور اخلاقی پہلو رکھنے کے باوجود یہ تک گوارہ نہیں کرتے کہ کوئی شخص (وقتی طور پر ہی سہی) جھوٹ، فریب اور دغابازی سے ہمارے شعبے کو بدنام کرے لیکن ہم مذہب کے علمبردار اور طبقہ علماء سے تعلق رکھنے والے جو انبیاء کرام کی وراثت کے بھی دعوے دار ہیں اتنی اخلاقی جرات کا مظاہرہ کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔؟ کہ وہ اپنے میں موجود ایسی کالی بھیڑوں کو جو مذہب اور علماء کی بدنامی کا سبب بن رہے ہیں لوگوں کے لیے نشان عبرت بنا دیں لیکن افسوس یہ گھنی داڑھیوں، لمبی قباؤں، بلند و بالا ٹوپیوں اور کسی دوشیزہ سے بھی گز بھر لمبا گھونگھٹ نکالنے والے ممبر و محراب کے وارث صفِ علماء میں شامل لیڈر اور قائدین کسی کرپٹ آدمی کی باز پرس کرنے کی بجائے یہ کہہ کر اسے تحفظ دیتے ہیں کہ یہ کون سی بڑی

بات ہے یہ تو ہر جگہ ہی ہو رہا ہے۔ اگر کسی گوشے سے کوئی معافی کی امید ہو تو عرض کروں حضرات علمائے کرام اگر مساجد اور مدارس کے نام پر فنڈ اکٹھا کر کے ہڑپ کرنا جرم نہیں جائز اور حلال ہے،

اگر تیجا، ساتواں، چالیسواں کے نام پر یتیموں کا مال کھانا جائز ہے۔ اگر جہاد کے نام پر مسکینوں اور بیواؤں کے مال سے شکم پروری کوئی گناہ نہیں تو چور، ڈاکو، جواری اور سود خور زیر عتاب کیوں ہیں کیا سود اور جوئے کی کمائی حرام ہے؟ تو فرضی مساجد و مدارس کے نام پر چندہ اکٹھا کر کے عیاشی کرنا حلال ہے، اور کیا؟ چوری اور ڈاکے کا مال حرام ہے تو دین کے نام پر غریبوں، مسکینوں، یتیموں کا مال رزق حلال کیوں ہے۔؟ بینوا توجروا

قارئین یہ بھی تو ''ہوس'' کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیا کی سہولت، عیش اور آرام کی خاطر انسان حلال اور حرام کی تمیز ہی ختم کر دے۔ یہ تو تمہید میں ہی بات اتنی طویل ہوگئی میں تو اصل میں آپ کو حکمرانوں کی ہوس گیری کے متعلق کچھ بتانا چاہتا تھا جس کا نیا ٹریلر وزیر سیاحت نیلوفر بختیار نے چلا دیا ہے کہ پہلے وہ ایک گورے کی گود میں بیٹھ کر جمپنگ کرتی ہے (پتہ نہیں جمپنگ کے لئے گورے کی جمپنگ کوئی زیادہ مفید تھی) پھر اس کی باہوں میں جھول جاتی ہے اور وہ کچھ کر گزرتی ہے جو کوئی بھی شریف، باحیاء، غیرت مند اور خاندانی عورت سوچ بھی نہیں سکتی پھر اس پر شرمندہ ہونے کی بجائے بڑے فخر سے کہتی ہے کہ ''میں ایک مضبوط مسلمان ہوں'' اور یہ کہ ''اگر مجھے 100 بار بھی جمپ لگانے پڑے تو میں تیار ہوں'' حقیقت یہ ہے کہ یہ جمپنگ بھی حکومت کی مزید عیاشی کی ''ہوس'' کا ہی نتیجہ ہے کہ حکومت ان دنوں اندرونی و بیرونی دباؤ کا شکار ہے۔ اندرونی طور پر حکمرانوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے ہیں اور حکومت کی سانسیں اکھڑ گئی ہیں لیکن بیرونی دباؤ کے اثرات کو کم کرنے کے لیے اور مزید ڈھیل کی ''ہوس'' کے ساتھ اپنے بیرونی آقاؤں کے سامنے وزیر سیاحت کو پیش کر دیا ہے کہ ہم تو اس قدر آپ کے غلام اور روشن خیال ہیں اگر ہم نہ رہے تو پھر لال مسجد کے نظارے کے لئے تیار رہو۔ حالانکہ حقیقت یہی ہے کہ لال مسجد کا ایشو بھی سرکار نے ریٹ بڑھانے کے لئے خود ہی کھڑا کیا ہے۔ لیکن افسوس ان لوگوں کی ہوس گیری پر جو توہین رسالت، مسجدیں گرائے جانے، مدارس پر بمباری کے وقت عورتوں اور بچوں کو دردناک طریقے سے شہید کرنے پر لوگوں کو ان کے گھروں سے اٹھا کر عقوبت خانوں میں ڈالنے پر خاموش رہے ان کے جسم بے حس و حرکت ہوگئے ان کی زبانیں گنگ ہوگئیں وہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کے معاملے کو ملک کی بدنامی گردانتے ہیں اور جگ ہنسائی کا سبب قرار دیتے ہیں اور یہ کہتے ہوئے ان کے منہ کی رالیں نہیں خشک ہوتیں کہ اس سے پوری دنیا میں ملک کی بدنامی ہو رہی ہے وہ اب خاموش کیوں ہیں کیا وزیر سیاحت کی اس فحاشی سے ملک کا امیج بہت بلند ہوگیا ہے؟ حالانکہ یہ تو ایسی شرمناک حرکت ہے کہ جسے وہ ''اس بازار'' کا ''مال'' بھی برداشت نہ کر سکا گذشتہ دنوں بھارت کی اداکارہ شلپا سیٹھی کا ایک امریکی اداکار نے بوسہ لے لیا تو انڈین اداکاروں نے بڑا شدید احتجاج کیا اور اس فعل کے مرتکب کرداروں کو سزا کا مطالبہ کیا ہے اور بھارتی عوام نے بھی شدید ردِعمل کا اظہار کیا ہے، لیکن افسوس کہ کسی سیّدزادے، شرافت کے علمبردار، کسی چوہدری اور ملکی امیج و وقار کا درد رکھنے والوں نے اس فحاشی اور بے حیائی کی مذمت تک کرنا گوارا نہیں کی اور یہ بی بی بڑی ڈھٹائی سے کہتی ہے کہ حکومت میرے ساتھ ہے اس لئے مجھے کوئی خطرہ نہیں۔

اسلام آباد میں جو رونق آئی ہوئی ہے
یہ سب حضرت ''سیّد'' کی لگائی ہوئی ہے۔